سخنان

بسمہ سبحانہ

سیرت و کردار

''خداوندکریم نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر دنیا میں بھیجے تا کہ وہ دنیا میں رہنے والوں کی ہدایت فرمائیں اور انسان نیک بن کر اپنے اس خالق کی طرف رجوع کریں جس نے ہزاروں نعمتیں ان کے لئے پیدا کیں، جن کا شکریہ ادا کرنا ان کے لئے ازبس ضروری ہے۔ سلسلۂ ہدایت میں سب سے آخر میں ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیؐ تشریف لائے۔ آپ نے اپنی زندگی میں ہر طرح کی تکلیفیں اٹھا کر دنیائے انسانیت کو معراج کمال پر پہنچنے کی شاہراہ بنا دی۔ حضورؐ کے بعد ان کے حقیقی جانشینوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ جن کی زندگی کا مقصد بھی مثلِ رسولؐ پاک تبلیغ اسلام تھا۔ ہر امامؑ نے جس قدر اس مقصد کے حصول کے لئے تکلیف اٹھائی وہ تاریخ کے دامن میں محفوظ ہے، واقعۂ کربلا بھی تحفظ دین اور حفاظتِ انسانیت کا ایک شاہکار ہے۔ اس سلسلہ میں جو مصائب و آلام سرکارِ سید الشہداء حضرت امام حسینؑ نے مدینہ سے لے کر کربلا تک اٹھائے وہ اظہر من الشمس ہیں۔ آپ نے کبھی سوچا۔ یہ سب اہتمام کیوں تھا؟ کیا اس کا کوئی مقصد بھی تھا؟ سوچئے کہ یہ سب قربانیاں دنیائے انسانیت میں کس قسم کا انقلاب لانا چاہتی تھیں اور ہماری سماجی، اقتصادی اور سیاسی زندگی میں کن کن مستقل تبدیلیوں کا پیدا کرنا مقصود تھا۔ خدارا اسے سوچئے اور اپنے فرض کا احساس کیجئے۔ حضرت سرکارِ شہادتؑ نے روزِ عاشورہ اپنے اس اعلان کے بعد کہ ''ہے کوئی جو میری مدد کرے'' حضورؑ نے جنوں اور فرشتوں وغیرہ کی پیشکش کو ٹھکرا دیا۔ کیونکہ آپ دنیائے انسانیت سے مدد چاہتے تھے اور آپ کے مقصد شہادت کو قائم اور زندہ رکھنا ہی دراصل آپ کی امداد ہے اور اس کی صرف یہی عملی حیثیت ہے کہ ہم تعلیم ائمہ علیہم السلام کی روشنی میں اپنی سیرت کی تشکیل کریں اور یہی تبلیغ دین کی بہترین صورت ہے۔

سرکار رسالت حضرت محمد مصطفیؐ نے چالیس سال اپنی زندگی کے مختلف شعبوں کو عرب والوں کے سامنے پیش کیا اور انھیں اس بات کا موقع دیا کہ وہ آنحضرتؐ کی سیرت کا مطالعہ کریں۔ یہ اسی دیانت داری، خوش خلقی، غریب پروری، صلۂ رحمی اور تمام حقوق العباد سے لیس عدل کے مطابق عہدہ برآ ہونے کا اثر تھا کہ عرب کے بدو جوق در جوق حلقہ بگوش اسلام ہونے شروع ہو گئے اور چند سال میں آنحضرتؐ نے انسانیت کو پستی سے اٹھا کر ترقی کی بلندیوں تک پہنچا دیا۔ ہمارا بھی فرض ہے کہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ طاہرینؑ کے ان احسانات کو یاد رکھیں جو انھوں نے بے پناہ مصائب انسانیت کو بلند کرنے اور ہم تک پہنچوانے کے لئے برداشت کئے۔ ہم تو یہ کرتے ہیں کہ ان کی تعلیم کو عام کرنے کے لئے مجلسیں منعقد کریں اور جلوس نکالیں، لیکن اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ ان کے مقاصد کی عملی تبلیغ اپنی سیرت کی تشکیل میں ہے۔ مجلسوں اور جلوسوں کے ساتھ ساتھ جب تک ہم اپنے میں بلند کرداری پیدا نہیں

کریں گے، مقصد شہادت کا پورا ہونا مشکل ہے۔ دنیا آج ہمیں طعنہ دیتی ہے کہ آپ کے ائمہ طاہرینؑ اتنے بلند کردار کے مالک تھے تو آپ میں وہ صفات کیوں پیدا نہیں ہوتے۔ ہائے افسوس! شرم کے مارے ہماری گردنیں جھک جاتی ہیں۔ ہم قیامت کے روز کس طرح ان کو منہ دکھائیں گے۔

آج ہم کہتے ہیں کہ یا امام آخرالزمانؑ جلد تشریف لائیے۔ میں پوچھتا ہوں کہ احکام، ارشادات تعلیمات ائمہ کی موجودگی کے بعد اور خود امام کی موجودگی میں کیا فرق پڑ جائے گا۔ کیا انھوں نے نہیں فرمایا کہ خدا کو ایک مانو اور اس کی اطاعت کرو، کیا انھوں نے نہیں فرمایا کہ دیانت داری اور خوش معاملگی کو اپنا شعار بناؤ۔ کیا انھوں نہیں کہا کہ اپنے رشتہ داروں اور ہمسایوں کا خیال رکھو، کیا انھوں نے نہیں کہا کہ بیواؤں اور یتیموں کے ساتھ ہمدردی کرو، کیا انھوں نے نہیں فرمایا کہ نماز پڑھو اور زکوٰۃ وخمس ادا کرو۔ کیا وہ نہیں چاہتے کہ ہم غرور وحسد، غصب وغیر دیانتداری، کذب وافترا، ظلم وبربریت اور مکروسازش سے دور رہیں، زندگی کا وہ کون سا شعبہ ہے جن کے لئے احکام موجود نہیں ہیں؟ کیا ہم نے ان پر پورا عمل کرلیا ہے جو امامؑ کو بلا رہے ہیں کہ مولا آیئے اور ہمیں بتایئے کہ ہم آگے کیا کریں۔

ثابت شدہ اعمال خیر جو آپ تک پہنچ چکے ہیں۔ کیا آپ کو ان کی صداقت پر شک ہے؟ اگر نہیں تو پھر ان پر عمل کئے بغیر ظہور امامؑ کی تمنا کے کیا معنی ہیں؟ وقت بڑی تیزی سے گذر رہا ہے۔ زندگی کا جو لمحہ گذر گیا وہ گذر گیا اور پھر کبھی واپس نہ ہوگا۔ آپ نے سیرت ائمہؑ کی پیروی کی ابتدا ابھی نہیں کی۔ ابھی ان کے بتائے ہوئے اصولوں میں سے پوری طرح ایک پر بھی عمل کرنا شروع نہیں کیا تو کب ابتدا ہوگی اور کب تعمیل ہوگی۔ کیا اس وقت جاگو گے جب موت سر پر کھڑی ہوگی۔ لیکن اس وقت کفِ افسوس ملنے سے کچھ نہ ہوگا۔ اس وقت سوچو گے کہ یہ روپیہ کیوں اکٹھا کیا۔ زکوٰۃ اور خمس کی کیوں ادائیگی نہ کی۔ اس وقت سوچو گے کہ ہم نے یہ روپیہ حقدار یتیموں، بیواؤں اور محتاجوں میں کیوں نہ تقسیم کردیا۔ اس وقت سوچو گے کہ دین کے کاموں میں شمولیت کے لئے پکارا جاتا رہا۔ مگر ہم نے کسی صورت میں حصہ نہ لیا۔ اس وقت سوچو گے کہ ہم نے تعلیمات ائمہ علیہم السلام کی پیروی کی کیوں کوشش نہ کی۔ لیکن پھر بھی مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ مرنے سے پہلے جاگو اور تلاش کرو کہ ہمارے ذمہ کیا کیا حقوق ہیں جو ہمیں ادا کرنا ہیں۔ خدا کے کیا حقوق ہیں۔ سرکارِ رسالتؐ اور ائمہ طاہرینؑ کے کیا حقوق ہیں، اپنی مجلسوں میں علمائے کرام سے درخواست کیجئے کہ ہمیں دوزخ کی آگ سے بچنے کی راہ پر لگائیں۔ خدا کے لئے ہمیں بتائیں کہ ہم میں کون کون سی خامیاں ہیں اور اجتماعی اور انفرادی حیثیت سے وہ کون سے فرائض ہیں جن سے عہدہ برآ ہونا ضروری ہے اور جن کی ادائیگی کے بغیر نجات نہیں ہوسکتی۔ پہلے انسانیت کے اصول سمجھئے اور پھر مسلمان اور مومن بنئے۔ یہ بیگانگی ٹھیک نہیں اور قانون سے ناواقفیت آپ کو سزا سے بچا نہیں سکتی۔ میں آپ کو چھ مہینے کے بچے، معصوموں کے ستارے حضرت علی اصغرؑ کے خون کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں کہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھئے کہ کیا واقعی کچھ ایسی باتیں ہیں جن پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے اور ان کے بغیر نجات نہیں ہوسکتی۔ علمائے کرام سے دریافت فرمایئے تاکہ ہم میں ایسا کردار پیدا ہوجائے جو تعلیمات معصومینؑ کا صحیح نمونہ ہو۔''